از عدالتِ عظمیٰ

شری ڈوکا سیمویل

بنام

ڈاکٹر جیکب لازارس چیلی

تاریخ فیصلہ: 14 مارچ، 1997

[کے راماسوامی اور جی ٹی ناناوتی، جسٹس صاحبان]

مجموعہ ضابطہ دیوانی، 1908:

دفعہ 114 - نظر ثانی - قانون کے اختیار کا حوالہ دینے سے گریز - قرار پایا کہ، پیشگی فیصلے پر نظر ثانی کرنے کی بنیاد نہیں ہے، یہ کہتے ہوئے کہ ریکارڈ کے چہرے پر ایک واضح غلطی ہے، کیونکہ وکیل نے متعلقہ مثالوں کو عدالت کے نوٹس میں نہ لانے میں غلطی کی ہے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 2238، سال 1997۔

آر ایس اے نمبر 90، سال 1983 میں کرناٹک عدالت عالیہ کے مورخہ 29.2.96 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کی طرف سے جی وی چندر شیکھر اور پی پی سنگھ

جواب دہندہ کے لیے پی آر راماشیش۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم سنایا گیا:

اجازت دی گئی۔

ہم نے دونوں طرف کے فاضل وکلاء کو سنا ہیں۔

خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل 29 فروری 1996 کو کرناٹک عدالت عالیہ کے ذریعے آر ایس اے نمبر 90/1983 میں دیے گئے واحد جج کے فیصلے سے پیدا ہوتی ہے۔ مدعا علیہان نے ٹرائل کورٹ میں یہ اعلان کرنے کے لیے دعویٰ دائر کیا تھا کہ اس نے ہبلی قصبے میں 40x31 کی پیمائش

والے نمبر 307 اور 308 والے دو پلاٹ خریدے ہیں اور اس عرضی پر قبضہ کی وصولی کے لیے کہ اپیل گزار کو اپنے قبضے میں مداخلت کرنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ ٹرائل کورٹ نے دعویٰ کو ڈگری شدہ کر دیا۔ اپیل پر، اسے منظور کر لیا گیا۔ دوسری اپیل میں، فاضل جج نے اس کی تصدیق کی۔ لیکن نظر ثانی کی درخواست میں، سنگل جج نے معاملے کی دوبارہ سماعت کی اور اپیلٹ کورٹ کی ڈگری کو الٹ دیا اور ٹرائل کورٹ کی تصدیق کی۔ اس طرح، خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل۔

یہ دیکھا گیا ہے کہ 24 نومبر 1995 کو اس عدالت کی طرف سے منظور کردہ ایک حکم کے ذریعے، اپیل کنندہ کو اس عدالت میں اپنے حقوق کے خلاف احتجاج کرنے کی آزادی دی گئی تھی، اگر عدالت عالیہ اس کے خلاف قابلیت پر حکم کا جائزہ لیتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا عدالت عالیہ نے پہلے کے حکم کا جائزہ لینے اور اپیلٹ کورٹ کے ذریعے درج کردہ نتائج کو واپس لینے میں جواز پیش کیا؟ یہ تنازعہ میں نہیں ہے کہ بیع نامہ 300 روپے کی ایک چھوٹی سی رقم کے لیے ہے اور یہ کہ فروخت شدہ جائیداد اچھی بازاری بھاؤ کا حکم دیتی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا دستاویز بیعہ نامہ تھا یا صرف یک جدی کے مقصد کے لیے دستاویز ہے؟ اس سے پہلے کے مقدمے میں خود دعویٰ علیہ نے استدعا کی تھی کہ یہ فروخت کا معاہدہ تھا۔ اس طرح کے اعتراف کے پیش نظر، عدالت عالیہ نے لین دین کو حقیقی فروخت قرار دیتے ہوئے اپیلٹ کورٹ کی ڈگری کو غلط طریقے سے الٹ دیا ہے۔ دوسری اپیل میں، عدالت عالیہ نے، پہلی مثال میں، اپیلٹ کورٹ کی ڈگری کی تصدیق کی۔ اس کے بعد، عدالت عالیہ نے فیصلے کا جائزہ لیا اور اس معاملے پر دوبارہ غور کرتے ہوئے کہا کہ متعلقہ مثالوں کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ چونکہ اس عدالت نے عدالت عالیہ کے فیصلے پر نظر ثانی کے سوالات اٹھانے کی آزادی دی تھی، اس لیے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا عدالت عالیہ شواہد کی تعریف کا آغاز نہیں کر سکتی تھی اور اس پر غور نہیں کر سکتی تھی کہ آیا ریکارڈ پر کوئی واضح غلطی تھی؟ فاضل واحد جج کے سامنے یہ دعوی کیا گیا کہ مختلف فیصلوں کا حوالہ نہیں دیا گیا تھا؛ مناسب غور و فکر کیا گیا تھا؛ درحقیقت، بیعہ نامہ پر عمل کیا گیا تھا؛ اور یہ کہ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں تھا کہ فروخت جائز غور کے لیے نہیں تھی۔ قانون کے اختیار کا حوالہ دینے میں غلطی یہ کہتے ہوئے کہ ریکارڈ کے سامنے ایک واضح غلطی ہے، سابقہ فیصلے پر نظر ثانی کرنے کی بنیاد نہیں ہے، کیونکہ وکیل نے متعلقہ مثالوں کو عدالت کے نوٹس میں نہ لانے میں غلطی کی ہے۔ درحقیقت، چونکہ مدعاعلیہ نے دعوی کیا تھا کہ یہ بیعہ نامہ نہیں ہے بلکہ یک جدی کے مقصد سے انجام دیا گیا تھا، اس لیے یہ ثابت کرنا مدعاعلیہ کا کام تھا کہ فروخت حقیقی غور کے لیے تھی اور اس کے پاس اپیل گزار کے ذریعے باضابطہ طور پر انجام دیا گیا ایک درست بیعہ نامہ تھا۔ عدالت

عالیہ نے غلطی سے اپیل گزار پر بوجھ ڈالا اور حکم کا جائزہ لیا اور معاملے کی خوبیوں پر سماعت کی۔ فاضل واحد جج کا پورا نقطہ نظر قانون میں درست نہیں ہے۔

اس کے مطابق اپیل کی اجازت ہے۔ عدالت عالیہ کے متنازعہ حکم کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے اور اپیلٹ کورٹ کی ڈگری، جیسا کہ عدالت عالیہ نے پہلی بار تصدیق کی ہے، کو برقرار رکھا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، دعویٰ کو ڈگری شدہ کر دیا ہے۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں۔

اپیل منظور کی گئی۔